(قسط ۵)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ — ترجمہ ۔ مولانا سیف الرحمٰن الفلاح

## پانچواں مسئلہ

# انبیائے کرام کی جائے سکونت میں نماز پڑھنا اتباعِ انبیاء نہیں

اب رہا یہ معاملہ کہ ایسے مقام پر نماز پڑھنا یا دُعا کرنا ۔ یا دیگر عبادات کرنا جہاں انبیاءؑ نے نماز یا عبادت کی غرض سے سفر نہیں کیا ۔ بلکہ وہاں سے گزر ہوا ۔ یا وہاں پر کچھ دیر پڑاؤ کیا یا رہائش اختیار کی تو جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور دیگر صحابہ کرام ایسا نہیں کرتے تھے ۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ان کی پیروی ثابت نہیں ہوتی نہ عمل میں اور نہ ارادہ میں ۔

اس امر کا علم ہونا چاہیئے کہ وہ مقامات جہاں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول فرمایا تھا ۔ وہ سفر کا معاملہ تھا یا حضر کا ۔ جیسے حج اور غزوات کے راستوں میں اور سفر میں راستہ کی منزلیں اور جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مکانات جن میں آپ نے مستقل طور پر سکونت فرمائی یا وہ مقامات جہاں پر ہنگامی طور پر آپ تشریف لایا کرتے تھے ۔ ان تمام مقامات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان سے ممانعت ثابت ہوتی ہے

فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ فَاِنِّیْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ [1]

یہ نصوص صریح اس امر کو واجب قرار دیتی ہے کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا حرام ہے

حالانکہ وہ ان میں مدفون ہیں اور زندہ ہیں ۔ مستحب امر یہ ہے کہ قبروں پر آکر اہلِ قبور کو سلام کیا جائے ۔ لیکن وہاں پر نماز پڑھنا ، سجدہ گاہ بنانا حرام ہے ۔

### اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ شرک کا ذریعہ ہے ۔

اس بات کا علم ہونا چاہیئے کہ نہی کی واحد وجہ یہ ہے کہ یہ شرک کا ذریعہ اور سبب

---

[1] صحیحین نیل الاوطار جلد ثانی صد ۱۴۰ ۔

ہے۔ اللہ کی مسجدیں صرف اللہ کی عبادت کے لیے مخصوص ہوں۔ کیونکہ ان کی بنیاد ہی عبادت الٰہی پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت میں اپنی مخلوق کو شریک کرنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ جب کسی میت کی عبادت کے لیے مسجد بنائی جائے تو اس میں نماز پڑھنا حرام ہوگا۔ اسی طرح جب اس کا سبب اللہ کی عبادت کے سوا کوئی اور ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔ کیونکہ دونوں مقامات پر شرک موجود ہے۔ اسی لیے عیسائی کسی نبی یا نیک آدمی کی قبر دیکھ کر اس پر گرجا بناتے تھے حتیٰ کہ ان کے کسی نشان یا اثر کو دیکھتے تو وہاں پر ان کے نام کا گرجا تعمیر کرتے۔ یہ وہی بات ہے جس سے حضرت عمرؓ کو خطرہ تھا کہ مبادا مسلمان اس میں مبتلا ہو جائیں اور یہی وہ فعل شنیع اور برا کام ہے جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو روکا۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْ مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا۔
(الجن)

مسجدیں صرف اللہ کی (عبادت) کے لیے ہیں۔ تو آپ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرائیے۔

نیز فرمایا۔

قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین له الدین
(الاعراف ع ۳)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے مجھے میرے پروردگار نے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے نیز یہ حکم دیا ہے کہ ہر نماز کے وقت اس کی طرف منہ کر کے نماز کو قائم کرو اور اسے پکارو خالص اس کی عبادت کرتے ہوئے۔

نیز فرمایا۔

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاھدین علی انفسھم بالکفر اولئك حبطت اعمالھم وفی النار ھم خالدون انما یعمر مساجد اللہ من

مشرکوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔ کیونکہ ان کے نفس ان پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان کے اعمال ضائع ہوں گے۔ اور یہ ہمیشہ (جہنم کی) آگ میں رہیں گے۔ مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں۔ جو اللہ پر ایمان رکھتے ہوں اور جن کا آخرت پر ایمان

اٰمن باللّٰہ والیوم الاخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللّٰہ فعسٰی اولٰئک ان یکونوا من المھتدین (التوبۃ ع۲)

ہو اور نماز کو قائم کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں۔ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔ یہ لوگ بہت توقع ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے

اگر یہ امر مستحب ہوتا تو صحابہ کرامؓ اور تابعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حجروں میں نماز پڑھنے کو مستحب تصور کرتے۔ اور ہر اس مقام میں پڑھتے جہاں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی جنگ کے دوران یا سفر کے دوران قیام فرمایا۔ پھر یہ امر مستحب ہوتا کہ وہاں پر مسجدیں بنائی جائیں۔ لیکن سلف صالحین نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔

اللہ نے مسجد کے سوا مسلمانوں کے لیے کوئی مکان مشروع قرار نہیں دیا۔ کہ وہاں جاکر نماز پڑھی جائے۔ اور عبادت کے لیے کسی مکان کا قصد بھی مشروع نہیں۔

ماسوائے مشاعر حج کے۔ چنانچہ مشاعر حج، جیسے عرفہ، مزدلفہ اور منیٰ کا قصد کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہاں پر اللہ کا ذکر کیا جائے۔ اور دعا کی جائے اور تکبیرات پڑھی جائیں۔ لیکن ان مقامات پر نماز پڑھنے کے لیے قصد کرنا جائز نہیں۔ ہاں البتہ جب نماز کا وقت آجائے۔ تو ان مشاعر میں نماز پڑھی جائے۔ مساجد کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ وہاں نماز پڑھنے کے لیے جاتے ہیں۔ وہاں پر مساجد اور مشاعر کے ماسوا ایسا کوئی مقام نہیں جس کا بعینہ قصد کیا جائے۔ ان میں نماز اور قربانی وغیرہ دی جاتی ہے۔

جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت

(الانعام ع ۲۰)

آپ کہہ دیجئے، کہ میری نماز، قربانی، بلکہ میری ساری زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لیے ہیں (کیونکہ زمین و آسمان میں)، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے ایسے ہی ذکر کرنے اور کہنے کا) حکم ملا ہے۔

ان مقامات کے ماسوا کسی اور مقام کا بعینہ نماز پڑھنے کے لیے قصد کرنا مستحب نہیں۔ اسی طرح دعا اور ذکرِ الٰہی کا حکم ہے۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی شریعت میں ان مقامات کی طرف قصد کرنے کا حکم نہیں آیا۔ خواہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان ہو یا منزل ہو۔ یا آپ کا وہاں سے گزر ہوا ہو تو اصل دین یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

کی جائے اور ان کی موافقت کی جائے۔ وہ جو حکم ہمیں دیں اور مسلمانوں کے لیے قرار دیں ان میں آپ کی پیروی کی جائے اور اقتدا کی جائے اور آپ کے افعال کی بھی پیروی کی جائے۔ بخلاف ان افعال کے جو خصائص نبوی ہیں۔ مگر ایسے افعال جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع قرار نہیں دیا۔ اور نہ ان کا حکم دیا اور نہ ہمارے لیے مسنون قرار دیا۔ کہ ان میں آپ کی پیروی کریں عبادت اور قرب الہٰی میں سے نہیں۔ ایسے امور کو عبادات اور قربت تصور کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر مخالفت ہے۔ ہاں جو کام آقائے نامدار نے خود بنفس نفیس کیا ہے۔ وہ مباح ہوگا۔

رہا یہ سوال کیا ہم ایسے افعال کو اپنے لیے مشروع قرار دے سکتے ہیں۔ یا قربت تصوّر کر سکتے ہیں؟ تو اس معاملہ میں علما کے دو قول ہیں۔ جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اکثر سلف کا یہی مذہب ہے کہ اسے عبادت اور قربت تصور نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے۔ اگر آپ اسے مباح فرمائیں تو مباح تصوّر کیا جائے۔ اگر آپ نے اس کو بطور قربت کیا ہے تو اسے قربت تصوّر کر کے ادا کریں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اسے عبادت تصوّر کیا جائے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ آپ کی اقتداء ہے اور آپ کی مشابہت اختیار کی گئی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں برکت ہے۔ کیونکہ یہ آپ سے مختص ہے۔

## چھٹا مسئلہ

### قبروں کے پاس مسجدیں بنانا سخت ممنوع ہے۔

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے اس معاملہ میں نہی وارد نہ بھی ہوتی تو یہی کافی تھا۔ جو اس کی نہی پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ آپ کی سنت متواترہ اس کی نہی کرتی ہے۔ جیسے صحیحین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں فرمایا۔

| | |
|---|---|
| لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔ ولولا ذلک ابرز قبرہ غیر انہ خشی او خشی ان یتخذ مسجدا [1] | یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا اگر اس کا خدشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر مبارک باہر بنائی جاتی۔ لیکن اس میں خدشہ محسوس کیا گیا۔ کہ اسے مسجد نہ بنایا جائے۔ |

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم

اس میں کچھ الفاظ بخاری کے ہیں۔

صحیحین میں حضرت عائشہ سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے تو آپ کی بیوی حضرت ماریہ قبطیہ نے ایک گرجا کا ذکر کیا۔ انہوں نے حبشہ کے علاقہ میں دیکھا تھا۔ پھر اس کی خوبصورتی اور تصویروں کا ذکر کیا۔

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| ان اولئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروفیہ تلک الصور۔ اولئک شرار الخلق عند اللہ [1] | ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے۔ پھر اس میں تصویریں (بتوں کے مجسمے) رکھ لیتے تھے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ |

صحاح، سنن اور مسانید میں اس مفہوم کی متعدد روایات مذکور ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جندبؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحلت سے پانچ روز قبل فرمایا۔

| | |
|---|---|
| ان من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور وقال قبور انبیائھم مساجد الافلا تتخذوا القبور مساجد فانی انھاکم عن ذالک [2] | تم سے جو پہلے لوگ گزر چکے ہیں۔ وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا۔ میں تم کو ہی اس سے منع کرتا ہوں۔ |

اس میں یہ بھی ذکر ہے۔

| | |
|---|---|
| ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن صاحبکم خلیل اللہ [3] | اگر میں اپنا گہرا دوست کوئی بنانا چاہتا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بناتا لیکن تمہارا ساتھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے خلیل ہیں۔ |

---

[1] مشکوٰۃ جلد ثانی صہ ۳۸۶ [2] صحیحین بخاری صہ ۵۴۷ نسل الاطوار جلد ثانی صہ ۱۴۶ بحوالہ مسلم ،

[3] مشکوٰۃ جلد دوم صہ ۵۵۴ بحوالہ صحیحین

صحیحین میں اس مفہوم کی متعدد روایات آئی ہیں۔ ان میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں۔

| | |
|---|---|
| لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا سدت الا خوخۃ ابی بکر | حضرت ابو بکرؓ کی کھڑکی کے ماسوا مسجد کی تمام کھڑکیاں بند کردی جائیں۔ |

ان دونوں امور کی آپ نے وضاحت فرمائی جو تواتر کے ساتھ آپ سے ثابت ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحلت سے پانچ روز قبل ان دونوں امور کو جمع فرمایا۔ یعنی حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت اور قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت کا ذکر فرمایا۔ تاکہ شرک کی بیخ کنی کی جائے جس نے دین میں خرابی پیدا کردی تھی اور مشرکوں کا دین غالب آچکا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں حضرت نوحؑ کی قوم کے متعلق فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وقالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا وقد اضلوا کثیرا (نوح) | انہوں (مشرکوں) نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا تم اپنے معبودوں (کی عبادت) سے باز نہ آنا۔ اسی طرح ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر (بتوں) کی عبادت مت ترک کرنا یہ لوگ صرف خود ہی ان کو نہیں پوجتے تھے بلکہ انہوں نے بے شمار لوگوں کو (شرک میں مبتلا کرکے) گمراہی کے راستہ پر لگایا ہوا تھا۔ |

امام بخاریؒ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ وہ بت جن کو قومِ نوح پوجتی تھی۔ ان کی اہلِ عرب پرستش کرتے تھے۔ چنانچہ دومۃ الجندل میں بنو کلب قبیلے کا بت تھا۔ سواع ہذیل قبیلہ کا بت تھا۔ مراد قبیلہ کے لوگ یغوث کی پوجا کرتے تھے۔ پھر جرف کے مقام پر بنو غطیف سبا قوم میں اس کی پوجا کرتے رہے یعوق ہمدان قبیلے کا بت تھا۔ اسی طرح نسر کی پوجا حمیر قبیلہ کرتا تھا۔ یہ تمام حضرت نوحؑ کی قوم میں نیک اور صالح انسان تھے۔ جب یہ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گئے۔ تو شیطان نے ان کی قوم کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ جہاں پر وہ بیٹھا کرتے تھے۔ وہاں ان کے بت رکھو اور ان بتوں کے نام ان بزرگوں کے ناموں کے مطابق رکھو چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ تاہم ان کی پرستش پر آمادہ نہ ہوئے۔ جب یہ لوگ فوت

ہو گئے تو ان کے بعد میں آنے والی نسلوں نے ان کو ایک بہت بڑی ہستی تصور کر کے ان کی پرستش کا کام شروع کیا۔[1]

سلف صالحین میں سے اکثر علماء نے کتب تفاسیر میں انبیاء کے قصص وغیرہ میں تقریباً یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ کہ یہ نیک لوگ تھے۔ پھر ان میں سے کچھ ایسے پیدا ہوئے۔ جن کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے ان کی قبروں پر مجاورت اور اعتکاف کیا۔ پھر ان کی تصویریں اور مجسمے بنائے۔ پھر ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہوئے جو سفر میں ان تصویروں اور مجسموں کو اپنے ساتھ لے جاتے اور ان کے پاس دعا کرتے، مگر ان کی پرستش سے پرہیز کرتے۔ بعد ازاں ایک دور ایسا آیا کہ ان کی عبادت ہونے لگی۔

اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں اور تصویروں کا کئی حدیثوں میں اکٹھے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ابوالہیاج اسدی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے مجھے کہا کہ کیا میں تمہیں ایسی مہم پر نہ بھیجوں جس پر اللہ کے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا۔ میں نے کہا ضرور بھیجئے اور بتایئے وہ کونسے امور ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلایا کہ مجھے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا۔

| | |
|---|---|
| ان لا ادع قبرا مشرفا الا سویتہ ولا تمثالا الا طمستہ[2] | مجھے جو اونچی قبر دکھائی دے اسے دوسری قبروں کے برابر کر دوں اور جو تصویر نظر آئے اسے مٹا ڈالوں۔ |

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تصویریں مٹانے اور اونچی قبروں کو دوسری قبور کے برابر کرنے کا حکم فرمایا۔ جیسے ایک اور حدیث میں آیا ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| ان اولئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علیٰ قبرہ مسجدا وصوروا فیہ تلک التصاویر۔ | جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اس میں ان بزرگوں کی تصویریں بناتے تھے |

---

[1] بخاری جلد دوم ص ۷۳۲

[2] نیل الاوطار جلد رابع ص ۹۰ بحوالہ مسلم

اولئك شرار الخلق عند الله يوم القيامة [1] — قیامت کے روز یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے۔

قبروں پر مسجدیں بنانے اور وہاں پر نماز پڑھنے کی ممانعت کے سلسلہ میں کثرت سے احادیث مذکور ہیں۔ جیسے صحیحین میں اور سنن میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قاتل الله اليهود اتخذوا قبور انبياءهم مساجد [2] — اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

آپ نے فرمایا۔

ان من شرار الناس من تدركهم الساعة وهم احياء ومن يتخذ القبور مساجد۔ [3] — سب سے بُرے لوگ وہ ہوں گے جن پر قیامت برپا ہوگی اور وہ لوگ جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں

احمدؒ نے مسند میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس روایت کو بیان کرتے ہیں

نیز ابن عباس سے مروی ہے۔

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج [4] — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو کثرت سے قبروں کی زیارت کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں اور ان پر چراغ روشن کرتے ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ جلد ثانی ص۳۸۶ مگر وہاں پر یوم القیامۃ کے الفاظ نہیں ہیں۔
[2] بحوالہ بخاری نیل الاوطار، جلد رابع صفحہ ۹ بحوالہ صحیحین
[3] صحیح ابوحاتم و مسند احمد
[4] نیل الاوطار جلد چہارم ص۹۷، بحوالہ ابوداؤد، النسائی، ترمذی

احمدؒ نے مسند میں اور اہل السنن اربعہ اور ابوحاتم بن حبان نے اپنی صحیح میں اسے بیان کیا ہے۔

نیز ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ روایت بھی بیان کی ہے جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| لعن اللہ من اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد ۱؎ | اللہ کی لعنت ہو ان لوگوں پر جو اپنے انبیاءؑ کی قبروں پر مسجدوں کی طرح سجدے کرتے ہیں |

صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اجعلوا من صلوٰتکم فی بیوتکم ولا تتخذوھا قبورا ۲؎ | تم کچھ نماز یعنی سنتیں گھروں میں پڑھا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ۔ |

صحیح مسلم میں ابومرثد غنویؓ سے مروی ہے کہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| لاتصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیھا۔ ۳؎ | قبروں کی طرف منہ کر کے نماز مت پڑھو اور ان پر مت بیٹھو۔ |

نیز حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ

| | |
|---|---|
| نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلاۃ فی المقبرۃ ۴؎ | رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ |

ابوحاتم نے اپنی صحیح میں اسے بیان کیا ہے۔
حضرت انسؓ سے مروی ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

---

۱؎ صحیح ابن حبان۔
۲؎ نیل الاوطار جلد ثانی ص ۱۳۹
۳؎ نیل الاوطار جلد ثانی ص ۱۳۹ بحوالہ صحیحین۔
۴؎ مشکوٰۃ جلد اول ص ۷۰ بحوالہ ابوداؤد، ترمذی، دارمی۔

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| الارض کلھا مسجد الا المقبرۃ والحمام ؎۱ | قبرستان اور حمام کے ماسوا تمام روئے زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے |

احمد، اہل السنن اور ابن حبان نے اسے بیان کیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس میں اضطراب ہے کیونکہ سفیان ثوری نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔ ترمذیؒ کے سوا باقی نے اس کی صحت پر یقین کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ اس کے سوا کئی ثقہ راویوں نے اس کی سند بیان کی ہے۔ ابن حزم نے بھی اس کی صحت کا فیصلہ کیا ہے۔

سنن ابی داؤد میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ

| | |
|---|---|
| ان خلیلی نھانی ان اصلی فی المقبری ونھانی ان اصلی بارض بابل ؎۲ | میرے خلیل (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے قبرستان اور ارض بابل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ |

اس سلسلہ میں بے شمار آثار موجود ہیں۔

قبرستان میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی علت نجاست صدید نہیں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ قبرستان میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر نجاست ہوتی ہے۔ قبروں میں مردوں کی زرد آب اور ان کے گوشت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ نئی اور پرانی قبروں میں امتیاز کرتے ہیں۔ اور اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ آیا اسے کوئی چیز حائل ہے یا نہیں؟ مگر اس علت کا حدیث میں قطعاً ذکر نہیں اور نہ حدیث اس پر نصاً اور ظاہراً دلالت کرتی ہے۔ یہ علت خود ان کی ایجاد کردہ ہے۔ یہ انہوں نے اپنی طرف سے من گھڑت بنائی ہے۔ ان کے برعکس دوسرے لوگوں کی علت صحیح ہے جو کئی علمائے سلف اور خلف نے بیان کی ہے جو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام محمدؒ وغیرہ کے دور میں ہوئے ہیں۔ وہ علت یہ ہے کہ اس میں مشرکین سے تشبہ ہے اور شرک کی موجب ہے اسی لیے کہ نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا۔

؎۱ نیل الاوطار جلد ثانی ص۱۳۷ بحوالہ ابی داؤد

؎۲ اس مفہوم کی حدیث نیل الاوطار جلد ثانی ص۱۴۱ پر ہے۔ بحوالہ ابو داؤد۔

نیز فرمایا۔

ان اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا وصوروا فيه تلك التصاوير [1]

جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہ تصویریں رکھتے تھے۔

نیز فرمایا۔

ان من كان قبلكم كانوا يتخذون القبور مساجد ألا فلا تتخذوا القبور مساجد [2]

تم سے پہلے لوگ (یہود و نصاریٰ) قبروں کو مسجدوں کی حیثیت دیتے تھے (یعنی قبروں پر نمازیں پڑھتے تھے) خبردار! تم قبروں کو مسجدوں کی حیثیت مت بنانا۔

## قبرستان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔

اس بات کا آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اگر نجاست کی وجہ سے نہی ہوتی تو انبیاء کی قبروں میں نجاست نہیں ہوتی۔ ان کی قبریں پاک ہوتی ہیں اور نمازی کے آگے نجاست وغیرہ کے ہونے سے نمازیں خلل نہیں پڑھتا۔ جو لوگ قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے تو وہ قبروں کے پاس فرش بچھاتے تھے۔ اس لیے نجاست لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود جو لوگ نجاست کو سبب قرار دیتے ہیں وہ اس علت کی نفی نہیں کرتے۔

بلکہ امام شافعیؒ وغیرہ نے نہی کا ذکر کیا ہے کہ قبروں پر مسجدیں نہ بنائی جائیں انہوں نے اس کی علت مشرکین کا تشبہ بیان کیا ہے اور کئی مذاہب کے علماء نے قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت کی ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، احمدؒ وغیرہ کے تلامذہ نے اور فقہائے کوفہ نے اس کی حرمت کی وضاحت کی ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ ان کی تحریم کا حکم دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعنت فرمانے اور نہی میں مبالغہ کے بعد کی بات ہے

قبروں پر مسجدیں بنانا دو امور سے خالی نہیں۔

(۱) اس پر باقاعدہ مسجد بنائی جائے۔

(۲) مسجد تو نہ بنائی جائے، لیکن وہاں پر نماز پڑھی جائے۔

---

[1] مشکوٰۃ جلد ثانی صـ ۳۸۶ بحوالہ۔ بخاری و مسلم

[2] نیل الاوطار جلد ثانی صـ ۱۴۱ بحوالہ مسلم

یہ وہ امر ہے جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ تھا۔ صحابہ کرام کو خطرہ تھا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر دفن کیا گیا تو آپ کی قبر پر لوگ سجدہ کریں گے۔

مؤطا امام مالکؒ میں مذکور ہے کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد[1] — الٰہی میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا ہونے لگے۔

اسی نے اسے سند اور مرسل بیان کیا ہے۔

سنن ابی داؤد میں ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاتتخذوا قبری عیدا وصلوا علی حیثما کنتم فان صلوتکم تبلغنی[2] — میری قبر کو عید نہ بنانا (یعنی ہر سال عید کی طرح مت آنا، ہاں البتہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود بھیجتے رہنا کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے

## ساتواں مسئلہ

سوال۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ سے سوال کیا گیا کہ جو شخص قبروں کی زیارت کے لیے آتا ہے پھر وہاں آکر اہل قبور سے دستگیری اور اعانت کی درخواست کرتا ہے۔ اپنی بیماری یا اپنے اونٹ یا گھوڑے وغیرہ کی مرض سے رہائی پانے کی خاطر ان سے مدد طلب کرتا ہے اور یوں کہتا ہے۔

"اے میرے آقا! میں تیری پناہ میں آتا ہوں، میرے لیے تو ہی کافی ہے فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ فلاں شخص مجھے ایذا پہنچانے کے درپے ہے"

اور یوں کہے آپ اللہ کے اور اس کے درمیان واسطہ ہیں۔

اور اس شخص کے متعلق جو مسجدوں اور بزرگوں کی نذر مانتا ہے خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں، کہ ان کے نام پر اونٹ، بکری، شمع اور تیل وغیرہ دے گا اور کہتا ہے۔ اگر میرا لڑکا سلامت رہا تو فلاں شیخ کے نام پر اتنی رقم دوں گا۔ وغیرہ اور جو شخص اپنے شیخ

---

[1] مشکوٰۃ جلد اول صد ۷۲ بحوالہ مؤطا مالکؒ

[2] مشکوٰۃ جلد اول صد ۸۶ لیکن لا تتخذو کے بجائے لاتجعلوا ہے بحوالہ النسائی

سے مدد طلب کرنا ہے تثبیت قلب کی خاطر) اور وہ شخص جو اپنے شیخ کے پاس جا کر قبر کو بوسہ دیتا ہے اور اس پر اپنا چہرہ ملتا ہے اور قبر کو ہاتھوں سے چھوتا ہے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرتا ہے وغیرہ۔ اور جو شخص اپنی حاجت کے ساتھ قصد کرتا ہے اور کہتا ہے، اے فلاں تیری برکت سے یا کہتا ہے کہ اللہ اور شیخ کی برکت سے میری حاجت پوری ہوئی۔ نیز جو شخص سماع کا کام کرتا ہے۔ قبر کے پاس آتا ہے پھر اپنے کپڑے اتارتا ہے اور اپنے چہرے کو اپنے شیخ کے سامنے زمین پر گراتا اور اسے سجدہ کرتا ہے اور اس شخص کے متعلق جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس عالم آب وگل میں ہر وقت ایک غوث اور قطب ہوتا ہے۔ جو جامع الوجود ہستی ہوتا ہے۔ ان سب مسائل کے متعلق تحقیقی فتویٰ اور تفصیلی گفتگو فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا عطا فرمائے۔

## بقیہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری

مولانا براہِ راست عامل بالحدیث تھے۔ صفات باری تعالیٰ کے سلسلے میں ماورد بہ الکتاب والسنۃ پر ایمان رکھتے تھے۔ تحفۃ الاحوذی میں اسی سلسلے میں ان کے خاص مختارات بھی ہیں۔

(تذکرہ علمائے حدیث اعظم گڑھ ص۱۲۵)

**وفات** آخری زمانے میں مولانا کو نزول الماء یعنی موتیا بند کا مرض لاحق ہو گیا تھا اور دونوں آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے۔ رجب ۱۳۵۳ھ تحفۃ الاحوذی کی چوتھی جلد چھپوانے دہلی تشریف لے گئے۔ وہیں آنکھ کا اپریشن کرایا۔ جو کامیاب رہا۔ وطن واپس آنے کے بعد اختلاج قلب کا دورہ پڑنے لگا۔ آخر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مہر درخشاں ۱۶ شوال ۱۳۵۳ھ کو غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔